عورت کا حق وراثت: اسلام اور قدیم قوانین کی روشنی میں

محمد خبیب *
محمد افضل **

زندگی کے شب و روز میں قریبی رشتہ دار انسان کی بہت بڑی ضرورت ہیں۔مخصوص حالات میں ان کے سہارے اور تعاون کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسلام نے رشتہ داری کے نظام کو مضبوط کرنے پر زور دیا ہے اور ان سے قطع تعلقی کو جنت سے محرومی کا سبب قرار دیا ہے۔قریبی رشتہ دار زندگی کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں انسان کی خوشحالی اور تنگی کی وجہ سے ان کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔انسان معاشی تگ و دو کے ذریعے جو جائیداد یا مال حاصل کرتا ہے اس جائیداد یا مال کے حصول میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کے قریبی رشتہ دار معاون اور مددگار ہوتے ہیں اس لئے جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کی جائیداد اور مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور اس مال اور جائیداد کو میراث ،ورثہ یا وراثت کہا جاتا ہے۔

مال میراث کی رشتہ داروں کے ہاں اشد ضرورت ہوتی ہے اور ورثاء کی طرف میراث کے منتقل نہ ہونے کی وجہ سے وہ محتاجگی اور مفلسی کا شکار ہو سکتے ہیں۔تقسیم میراث کی اہمیت وضرورت کا اس بات اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور دساتیر میں اس کے اصول موجود رہے ہیں۔وراثت جہاں مردوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خواتین کے لئے بھی کسی سہارا سے کم نہیں ہوتی۔زمانہ قدیم کے مذاہب اور قوانین میں عورت کے حق وراثت کو یا تو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا گیا اگر کہیں تسلیم بھی کرلیا گیا تو اس میں اس قدر شرائط مقرر کردی گئی تھیں کہ اس کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

وراثت کا معنی ومفہوم:

”وررث یرث ورثا و ورثاوارثاوارثة ورثه وتراثافلاناً کے معنی ہیں۔انتقل الیه مال فلانٍ بعد وفاته“۔(۱)

فلاں کا مال اس کی وفات کے بعد اس کی طرف منتقل ہوا۔

* لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، بوریوالہ، پاکستان۔
** لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، شالیمار ٹاؤن، لاہور، پاکستان۔

امام راغب الاصفہانی لکھتے ہیں:

"الوِرَاثَةُ والإِرْثُ :انتقال قنية إليك عن غيرك من غير عقد، ولا ما يجرى مجرى العقد، وسمّى بذلك المنتقل عن الميّت فيقال للقنيةِ المَوْرُوثَةِ"(۲)

''الوراثة والارث'' کے معنی ہیں،بغیر کسی معاہدہ یا قائم مقام معاہدہ کے کسی کے مال کا تیری طرف منتقل ہوجانا،اسی طرح میت کی طرف سے جو مال ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس کو وراثت کا نام دیا جاتا ہے۔

وراثت سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا مال کسی دوسرے فرد کی طرف منتقل ہوجائے اور اس کو اس جائیداد میں تصرف اور ہبہ کے مکمل اختیارات حاصل ہوجائیں اور یہ اسی طرح اس کی ملکیت ہو جس طرح متوفی کی ملکیت تھی۔

بشیر احمد بگوی لکھتے ہیں:

وہ تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ جو میت کی اپنی کمائی ہوئی یا میت کو اس کے اپنے آباؤاجداد سے ملی ہو یا اسے کسی متعلقہ یا غیر متعلقہ شخص سے تحفہ کے طور پر ملی ہو اور میت اسے چھوڑ کر مرجائے تو شرعاً اس کو ترکہ یا ورثہ یا مال وراثت یا میراث کہتے ہیں۔(۳)

انگریزی میں وراثت کو "Inheritance" کہا جاتا ہے اس کی تعریف Encyclopaedia of Britanica میں یہ ہے۔

In its broadest sense, inheritance or heritage means the transfer of something, from earlier to later ages or generations, thus one may speak of an individual's inherited traits of body or character and of the cultural heritage of one civilization from one another. In a more specific sense, inheritance signifies the devolution of property upon the death of its owner. (4)

قانون روما میں عورت کا حق میراث

قدیم قوانین میں قانون روما کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس قانون میں عورت کا حصہ مردوں کے مساوی تسلیم کیا گیا تھا۔اس میں عورت کے حق میراث کی درج ذیل صورتیں تھیں۔

بیٹی کا حق میراث:

قانون روما میں بیٹیاں ،بیٹوں کے ساتھ بحصّہ مساوی شریک میراث تھیں اور بیٹیوں کی وراثت پہلی مرتبہ قانون روما میں تسلیم کی گئی البتہ شادی شدہ بیٹیاں جو باپ کے اختیار پدری کے تحت نہ ہوتی تھیں اور اپنے خاوندوں

کی ملکیت میں ہوتی تھیں محروم الارث تھیں۔(۵)

بہن کا حق میراث:

میت کی مذکر و مونث اولاد کی عدم موجودگی میں بہنیں، بھائیوں کے مساوی شریک میراث ہوتی تھیں۔

والدہ کی میراث:

رومائے اولیٰ میں اگر ماں اولاد کے باپ کی ملکیت نکاح میں ہوتی تو اپنی اولاد کے ترکہ میں بحیثیت عصبہ شامل ہوتی تھی۔یعنی ورثا کے ساتھ بحصہ مساوی شریک میراث تھی اگر ملک نکاح میں نہ ہوتی تو اس کو اپنی اولاد کی میراث کا کوئی حق نہ تھا،۱۵۸ء میں ماں کو اولاد کی میراث میں تمام عصبات سے پہلے حق میراث ملا۔البتہ عصبات میں اخوۃ کو ماں پر اولیت وترجیح حاصل تھی۔اس صورت میں اگر ماں آزاد اقتدار پدری ہوتی تھی تو لازمی تھا کہ اولاد کے چار سے زیادہ افراد نہ ہوں یعنی اگر اولاد کے چار سے زیادہ افراد ہوتے تھے تو اس کو یہ حیثیت و درجہ حاصل نہ ہوتا تھا۔پھر اس کے متعلق قانون میراث کی کچھ اصلاح ہوئی تا آنکہ جسٹینن نے افراد اولاد کی شرط اڑا دی پھر بذریعہ ءفرامین سلطانیہ بعدم موجودگی اولاد ماں کو باپ کے ساتھ مساوی حصہ دیا گیا لیکن اگر ماں کے ساتھ اعیانی بھائی بہن بھی ہوتے تو یہ ورثاء بحصہ مساوی تقسیم میراث میں شامل ہوتے تھے۔(۶)

بیوی کی میراث:

قانون روما کی رو سے بیوی طبقات ورثاء میں شامل نہ تھی تاہم بہت زیادہ مفلسی کی صورت میں ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے اس کو کچھ حصہ دیا جاتا تھا، جسے Dowery کہا جاتا تھا۔

Encyclopaedia of Britanica میں ہے:

The surviving spouse stood outside the four classes of relatives. He or she was to succeed only if there was no relative at all. As long as any relative, no matter how remote, could be found, the family wealth was not to be diverted from the bloodline. But a widow's needs were ordinarily taken care of by the dowry, which, given to the husband, usually by her family, at the time of the marriage, was to be hers after the husband's death. For the exceptional case of a poor widowi.e., a widow without dowrya share in the estate was provided. Distribution among members of the same class was not in all respects clearly regulated by Justinian's text, and so several points remained controversial. (7)

میراثِ عورت کی تقسیم:

قانون روما میں عورت کے ترکہ کی تقسیم بھی مردوں کے ترکہ کی تقسیم کی طرح ہوتی تھی لیکن اولاد، ماں کی جائیداد کی وارث نہیں بن سکتی تھیں اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کیونکہ اولاد کا تعلق دوسرے قبیلہ سے ہے اس لئے یہ اپنی ماں کی وارث نہیں بن سکتی۔ ماں نے جو جائیداد اپنے باپ سے حاصل کی ہوتی تھی اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد صرف اس کے بہن بھائیوں اور آبائی رشتہ داروں میں ہی تقسیم ہوتی تھی۔

Henry John Raby لکھتے ہیں:

> Man have the same claim to the inheritance of their female relatives, being agnats,as they have to that of their male agnats.A father's wife if she was in the hand of her husband counted as a sister to his children.(8)

ہندو مذہب میں عورت کا حق وراثت اور تقسیم ترکہ

ہندو مذہب کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے۔انتہائی قدیم ہونے کے باوجود آج بھی اس کے قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں نہ صرف عورت کی وراثت کی حق تلفی کی گئی ہے بلکہ بہت سارے مردوں کو بھی وراثت سے محروم رکھا گیا ہے۔ دنیا میں عورت کے حقوق کو اجاگر کرنے کے لئے بہت ساری تحریکوں نے جنم لیا ہے لیکن ہندو مذہب پر ان کے اثرات دیکھائی نہیں دیتے۔ ہندوؤں کے ہاں وراثت کی تقسیم کا عجیب وغریب نظام ہے کہ کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اجتماعی ملک شمار کی جاتی ہے۔اور خاندان کا کوئی بھی فرد اس کو خاندان کے تمام افراد کی اجازت کے بغیر علیحدہ نہیں کرسکتا۔باپ کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا اس کا جانشین ہوتا ہے اور خاندان کے باقی تمام افراد اسی طرح اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے باپ کی کیا کرتے تھے۔

ہندوؤں میں مختلف مقامات پر مختلف قوانین اور ذاتوں کے لحاظ سے تقسیم جائیداد کے مختلف طریقے اور اصول ہیں۔جن میں یہ بات بالکل صاف نظر آتی ہے کہ عورت کو جائیداد سے یا تو سرے سے محروم رکھا گیا ہے یا مرد سے کم تر حصہ دیا گیا ہے۔(۹) میراث میں عورت کی حق تلفی یہ تھی کہ بیٹی اور بیوی کو ورثاء میں شامل ہی نہیں کیا جاتا تھا۔

Sripati Roy لکھتے ہیں:

> By a custom of the family, if a person died without direct mate issue, neither his wife, daughter or daughter's son can succeed.(10)

> شادی شدہ بیٹیاں تو اپنے ماں باپ کی وراثت سے مکمل طور پر محروم تھیں البتہ غیر شادی شدہ بیٹیوں کو اپنے ماں باپ کی وراثت میں سے صرف وہ ہی اخراجات لینے کا حق حاصل تھا جن سے وہ

زندگی گزار سکتی ہوں۔

Julins Jolly لکھتے ہیں:

The wives and daughters were without doubt originally entitled only to maintenance. The brothers have to provide for the marriage of their sisters in a manner befitting their position.(11)

ہندو مذہب میں عورت کی جائیداد کی تقسیم:

عورت کی جائیداد کو (Stridhana) کہا جاتا ہے اور یہ چند مخصوص اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے۔

K.K.Udaidya عورت کی جائیداد کے بارے میں لکھتے ہیں:

According to Munnu, Stridhana is one of the following kinds"what was given in the presmence of the nuptial fire,(Adhyani), what was given on the occasion of the bridal procession,(Adhyavahanika), what was given in the taken of love, (Pritidatta),and what was received from a brother, mother and father are considered as the six-fold seprate property of a married woman.(12)

شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم:

شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم اس طرح کی جاتی ہے:

اگر اس کی اولاد ہو تو جائیداد نرینہ اولاد کو ملے گی، اگر اس کی اولاد نہیں ہے تو اس کا خاوند، خاوند کے ورثاء اور عورت کے خونی رشتہ دار وارث ہونگے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو راجہ وارث ہوگا۔(۱۳)

غیر شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم:

غیر شادی شدہ عورت کی میراث کی تقسیم کا یہ طریقہ رائج ہے:

اگر کوئی غیر شادی شدہ عورت کی ملکیت ہو اور اس کی وفات ہو جائے تو اس صورت میں اس کی جائیداد اس کے بھائیوں، ماں باپ اور ماں باپ کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔اور اگر کوئی ہندو لڑکی منگنی کے بعد وفات پا جائے تو اس کا منگیتر منگنی کی انگوٹھی اور منگنی کے موقع پر دیے گئے تحائف واپس لے لے گا۔(۱۴)

یہودیت میں عورت کا حق وراثت

آسمانی یا الہامی مذاہب میں سے ایک مذہب یہودیت ہے۔یہودیوں نے بدقسمتی سے الہامی تعلیمات میں اس قدر تحریف اور تبدّل سے کام لیا ہے کہ حق و باطل میں فرق کرنا ایک مشکل امر ہے، ان کے ہاں ابتداً تو

عورت وراثت سے بالکل محروم تھی بعد میں اس کو حق وراثت دیا گیا لیکن وہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا کیونکہ وہ صرف اتنا حصہ لے سکتی تھی جس سے اس کی گزر بسر ہو سکے۔ یہودی نظام وراثت میں بیٹا وراثت کا اوّلین حقدار تسلیم کیا جاتا تھا اور اس میں اولاد کا نکاح اور نکاح کے بغیر پیدا ہونے میں میں کوئی تمیز نہ تھی سب کو حصہ ملتا تھا۔(۱۵)

بیٹوں کی یہودیوں کے نزدیک برتری کا یہ عالم تھا کہ ان کی موجودگی میں بیٹی یا کسی اور رشتہ دار کو حق وراثت حاصل نہ تھا۔

Encyclopaedia Biblica میں ہے:

> The rights of inhertance among the Israelits belonged only to agnates-the only relations in the strict sense of the word-the wife's relations belong to a different family or even to a different tribe.Only sons not daughters, still less wives can inherit.There are traces to show that in the earliest times the wives, as the property of the man,fell to his their along with rest of his estate-a custom which among the arabs countinued to hold even to muhammad's time.(16)

بیٹی کا حق میراث:

یہودیوں میں بیٹوں کی موجودگی میں بیٹی وراثت کی حق دار نہ تھی لیکن غیر شادی شدہ بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں نفقہ کا حق حاصل تھا۔(۱۷) یہودیوں کے قدیم قانون میں تو بیٹی بالکل حق وراثت نہ رکھتی تھی بعد میں بیٹوں کی غیر موجودگی میں اس کو حقدار قرار دیا گیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے باپ کا نام نہیں چلے گا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہمارے باپ کا نام مٹ جائے۔ اس لئے ہم لوگ یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ زمین دی جائے جسے ہمارے باپ کے بھائی پائیں گے۔ اس لئے موسیٰ نے خداوند سے پوچھا کہ وہ کیا کرے؟ خداوند نے ان سے کہا، صلافحاد کی بیٹیاں ٹھیک کہتی ہیں۔ تمہیں ان کے چچاؤں کے ساتھ ساتھ انہیں بھی زمین کا حصّہ ضرور دینا چاہئے جو تم نے ان کے باپ کو دیئے تھے۔(۱۸) بائبل کے مطابق پھر عام حکم دیا گیا کہ بیٹے کی عدم موجودگی میں وراثت بیٹی کو دی جائے۔

اگر کسی آدمی کے بیٹے نہ ہو اور وہ مر جائے تو ہر ایک چیز جو اس کی ہے اس کی بیٹی کی ہوگی۔(۱۹) لیکن اس کیساتھ یہ شرط بھی لگادی گئی کہ بنی اسرائیل کے قبیلے کی لڑکی جو میراث کی مالک ہو اپنے باپ کے قبیلے کے خاندان میں بیاہ کرے تا کہ ہر اسرائیلی اپنے باپ دادا کی میراث پر قائم رہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ میراث ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں نہیں جائے گی کیونکہ بنی اسرائیل کے قبیلوں کو لازم ہے کہ اپنی میراث اپنے قبضہ میں رکھیں۔

بائبل میں ہے:

صلا فحاد کی بیٹیوں کے لئے خداوند کا یہ حکم ہے: اگر تم کسی سے شادی کرنا چاہتی ہو تو تمہیں اپنے خاندانی گروہ کے کسی مرد کے ساتھ ہی شادی کرنی چاہئے۔ اس طرح بنی اسرائیلیوں میں زمین ایک خاندانی گروہ سے دوسرے خاندانی گروہ میں نہیں جائے گی۔ ہر ایک اسرائیل اپنے آباء و اجداد کی زمین کو ہی اپنے پاس رکھے گا۔ اور اگر کوئی بیٹی باپ کی زمین حاصل کرتی ہے تو اسے اپنے خاندانی گروہ میں سے ہی کسی کے ساتھ شادی کرنی چاہئے۔ اس طرح ہر ایک آدمی وہی زمین اپنے پاس رکھے گا جو اس کے آباء و اجداد کی تھی۔ اس طرح بنی اسرائیلیوں کی میراث ایک خاندانی گروہ سے دوسرے خاندانی گروہ میں نہیں جائے گی۔ اس طرح سے ہر ایک اسرائیلی وہ زمین رکھے گا جو اس کے اپنے آباء و اجداد کی تھی۔ (۲۰)

یہودیوں کے اس دستور کی وضاحت Encyclopaedia Biblica میں اس طرح کی گئی ہے:

The later law exhibits a change only with respect to the inheritance of daughters, conferring upon these the right to inherit, in the absence of sons. The inheriting daughters are enjoined to marry only within their father's tribe,so that the family estate may not pass to any outside family.(21)

بیوی کا حق میراث:

یہودی قانون کی رو سے خاوند کی وفات پر بیوی کو اس کی وراثت میں حق حاصل نہیں تھا، زیادہ سے زیادہ بیوی اپنے شوہر کی جائیداد میں سے صرف سامان زندگی حاصل کرسکتی ہے۔ اگر کسی شوہر نے بیوی کیساتھ یہ شرط بھی رکھی ہو کہ وہ اس کی وراثت کی حق دار ہوگی تو تب بھی حقدار نہیں بن سکے گی اور شوہر کی اس شرط کو باطل قرار دے دیا جائے گا۔ جبکہ دوسری طرف بیوی کی وفات کی صورت میں اس کا شوہر اوّلین حقدار ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں اولاد اور دیگر افراد حق وراثت سے محروم ہوجاتے ہیں۔

Jacab J.Robinwitz لکھتے ہیں:

The wife does not inherit her husband at all, but by enactment of the scribes, the husband inherits all the property of his wife and he is prior to everyone else with respect to the inheritance.(22)

ماں کا حق میراث:

یہودی قانون کی رو سے ماں اولاد کی وراثت میں حقدار نہ تھی جبکہ ماں کی وفات کے بعد اس کی وراثت

اولاد کے لئے تھی اور ان کی عدم موجودگی میں دیگر ورثاء حقدار بنتے تھے۔(۲۳)

عیسائی مذہب میں عورت کا حق وراثت

عیسائیوں کے ہاں بائبل میں سب سے مقدس کتاب انجیل کو تسلیم کیا جاتا ہے موجودہ انجیل میں کسی قسم کے عائلی، اقتصادی یا معاشی قوانین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون نہیں ہے۔ انجیل میں چونکہ تقسیم وراثت کے متعلق رہنمائی موجود نہیں ہے، اسی لئے اہل کنیسہ نے وراثت کے بارے میں رومن اور یہودیوں کے قانونِ وراثت پر عمل کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ خود فرمایا تھا کہ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قوانین کو منسوخ کرنے نہیں آیا، بلکہ میں انہیں مکمل کرنے آیا ہوں تاکہ انہیں سچا ثابت کروں۔ انجیل متی میں ہے:

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔(۲۴)

عربوں کے نظام میں عورت کی وراثت

عربوں کے قوانین میں زمانہ جاہلیت کی ظالمانہ رسمیں اور جاہلانہ خیالات رائج تھے۔ وراثت کا حق صرف ان مردوں کے لئے تھا جو لڑائی وغیرہ میں حصہ لینے، مال غنیمت لانے اور گھوڑوں پر سوار ہونے کے قابل تھے چھوٹے بچے اور عورتیں وراثت کی حقدار نہ تھیں۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

وراثت کا سبب صرف قتال کے قابل ہونا تھا اور ظاہر ہے کہ صغار اور نساء قتال کے قابل نہ تھیں اس لئے انہیں وراثت سے محروم کیا جاتا تھا۔(۲۵)

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

عربوں میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے ویسے ہی محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظریہ اس باب میں یہ تھا کہ میراث کا حق صرف ان مردوں کو پہنچتا ہے جو لڑنے اور کنبے کی حفاظت کرنے کے قابل ہوں۔(۲۶)

عربوں کے ہاں وراثت کا حقدار ہونے کے لئے جو شرائط مقرر کی گئی تھیں عورت چونکہ ان شرائط پر پورا نہیں اترتی تھی اس لئے وہ وراثت کی حقدار نہ تھی۔

اسلام میں عورت کا حق وراثت

دین اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اس میں تمام انسانیت کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔متوفی کی میراث کی تقسیم اہم مسئلہ ہے چونکہ اس کے ساتھ خاندان کے بہت سارے افراد کی تنگیاں، مشکلات اور آسانیاں وابستہ ہوتی ہیں اس لئے اسلام نے وراثت کی تقسیم کو خاص اہمیت دی ہے۔ وراثت کے علم کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اور وراثت کی تقسیم کے حصص کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، اسلام وراثت کی بنیاد ضرورت مند کی ضرورت کو نہیں بلکہ رشتہ داری کو قرار دیتا ہے تا کہ ورثاء میں سے کسی بھی فرد کو نقصان کا سامنا نہ ہو۔

وراثت ایک اہم معاملہ ہے اور اس میں حق تلفی پر خاندان اور افراد محتاجگی کی زندگی گزارتے ہیں۔عورت اپنے ماں باپ،، بہن بھائیوں، اولاد اور شوہر کے لئے بے شمار قربانیاں دیتی ہے جائیداد کے جمع کرنے میں عورت کا بہت بڑا تعاون شامل ہوتا ہے اور اس کے تعاون کو اسلام نے کبھی اور کسی جگہ پر فراموش نہیں کیا اسی لئے اسلام میں عورت کی گراں قدر قربانیوں اور تعاون کا احساس کرتے ہوئے نہ صرف اس کو وراثت کا حق دار ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو جائیداد رکھنے اور اس میں تصرف کا حق بھی دیا ہے۔اسلام نے تقسیم جائیداد میں عورت کے جن حصص کا تذکرہ کیا ہے قدیم مذاہب اور قوانین میں ان کی ادنیٰ سی نظیر بھی نہیں ملتی۔اگر قدیم دساتیر میں کسی جگہ عورت کو حق وراثت بھی دیا گیا تھا تو اس میں ایسی شرائط رکھ دی گئی تھیں کہ عورتوں کی ایک بڑی تعداد ان شرائط پر پورا نہ اترتی اور حق وراثت محروم ہو جاتی تھیں۔

اسلام میں بیوی کا حق وراثت:

بیوی اپنے شوہر کے گھر کی محافظ اور نگہبان ہوتی ہے جائیداد کے جمع ہونے میں اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔اسلام نے بیوی کو وراثت میں حقوق دئے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

اگر شوہر کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود نہ ہو تو بیوی کو کل جائیداد کا چوتھائی حصہ ملے گا لیکن اگر شوہر کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود ہو تو بیوی کو کل جائیداد کا آٹھواں حصہ ملے گا اور اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تو سب چوتھائی یا آٹھواں حصہ میں شریک ہوں گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (۲۷)

اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصّہ آٹھواں ہوگا، بعد اس کے کہ جو وصیّت تم نے کی ہو وہ پوری کر دی

جائے اور جو قرض تم نے چھوڑا ہو وہ ادا کر دیا جائے۔

اسلام میں ماں کا حق وراثت:

اسلام میں ماں کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور رشتہ کو حاصل نہیں ہے۔ ماں کے حق وراثت کی تین صورتیں ہیں۔ میت کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود ہو، یا دو یا دو سے زائد حقیقی، اخیافی یا علاتی بہن بھائی موجود ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَه وَلَدٌ(۲۸)

فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُس (۲۹)

اگر میت زوجین میں سے ایک ہو اور میت کا باپ بھی موجود ہو تو بیوی یا خاوند کا حصہ نکال کر بقیہ ترکہ کے ایک تہائی کی حق دار ہوگی۔ اگر میت کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی نہ ہو اور میت کے دو یا دو سے زائد حقیقی، اخیافی یا علاتی بہن بھائی نہ ہوں اور میت کا شوہر اور باپ دونوں اکھٹے موجود نہ ہوں تو ماں کو کل ترکہ کا ایک تہائی ملے گا۔

بیٹی کا حق وراثت:

اسلام نے بیٹی کے حق وراثت کو بیان کرتے ہوئے اس کے شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے میں کوئی تفریق نہیں کی بلکہ ہر حال میں اس کو وارث قرار دیا ہے۔ ارشاد، باری تعالیٰ ہے:

يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ(۳۰)

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ: مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر ہے، اگر (میّت کی وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے (باقی ترکہ کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ بھی بیٹی کو ملے گا، اس طرح بیٹی کل ترکہ کی وارث ہوگی)۔

پوتی کی وراثت:

عورت کے ساتھ اسلام میں حسن سلوک کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وراثت میں پوتی کو حقدار قرار دیا گیا ہے جبکہ قدیم قوانین میں پوتی کے حقدار ہونے کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ پوتی کے حق وراثت کی پانچ صورتیں ہیں۔ اگر اولاد میں صرف ایک پوتی موجود ہو تو ترکہ کا نصف ملے گا، ایک سے زائد ہوں تو دو تہائی لیکن اگر بیٹی بھی ہو تو پوتی یا پوتیوں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَکْمِلَةَ الثُّلُثَیْنِ، وَمَا بَقِیَ فَلِلْأُخْتِ(۳۱)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی کو نصف، دو تہائی کی تکمیل کے لیے پوتی کو چھٹا اور باقی بہن کو ملے گا۔

اگر پوتی یا پوتیوں کے ساتھ پوتا یا پوتے بھی ہوں تو پوتی کو پوتے سے نصف ملے گا، میت کے بیٹے یا ایک سے زائد بیٹیوں کی موجودگی میں پوتی وراثت کی حق دار نہیں ہوتی۔

حقیقی بہن کا حق وراثت:

بہن کے حق وراثت کو بہت واضح اور صریح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ۔۔۔فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (۳۲)

اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو، تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی۔۔۔اگر میّت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی، اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکہرا اور مردوں کا دوہرا حصّہ ہوگا۔

میت کی بیٹی، پوتی یا پڑپوتی کی موجودگی میں ذوی الفروض سے بقیہ ترکہ کی حق دار ہو گی لیکن اگر میت کا بیٹا یا پوتا، باپ یا دادا وارث ہوں تو اس صورت میں بہن محروم رہے گی۔

علاتی بہن کا حق وراثت:

علاتی بہن اس بہن کو کہتے ہیں جس کا رشتہ باپ کی طرف سے ہو اور ماں کی طرف سے نہ ہو۔جب حقیقی بہن نہ ہو تو اس کی جگہ علاتی بہن لے لیتی ہے۔

جب صرف ایک علاتی بہن ہو تو نصف، دو ہوں تو دو ثلث، ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں دو تہائی کی تکمیل کے لیے سدس اور علاتی بھائی یا میت کی مونث فرع کی موجودگی میں بطور عصبہ وارث ہو گی۔ میت کی مذکر فرع، باپ، حقیقی بھائی یا دو حقیقی بہنوں کی موجودگی میں حق وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔(۳۳)

اخیافی بہن کی وراثت:

اخیافی سے مراد وہ بہن ہے جو ماں کی طرف سے ہو اور باپ کی طرف سے نہ ہو۔اخیافی بہن بھائیوں کے درمیان اسلام نے کوئی فرق نہیں کیا۔اگر ایک ہو تو چھٹا، زیادہ ہوں تو ایک تہائی حصہ دیا جائے گا اور یہ تمام آپس میں

تقسیم کرلیں گے۔لیکن یہ اسی وقت وارث بنتے ہیں جب میت کی اولاد یا باپ دادا موجود نہ ہو۔

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (۳۴)

اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا، اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے، جبکہ وصیّت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے، اور قرض جو میّت کے ذمہ ہو، ادا کر دیا جائے۔

نانی اور دادی کی وراثت:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُسًا(۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جدہ کو میراث میں چھٹا حصہ دلایا۔

اسلام میں نانی یا دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا گیا ہے جب میت کی ماں موجود نہ ہو اور باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو جاتی ہے لیکن نانی وارث بنتی ہے۔اگر نانی اور دادی دونوں وارث ہوں تو سدس مساوی منقسم ہوگا۔قریب کی دادی اور نانی بعید کو محروم کر دیتی ہیں۔(۳۶)

خلاصۂ بحث:

اسلامی قانون وراثت اور قدیم قوانین وراثت کے مطالعہ سے اس بات کی تصریح ہو جاتی ہے کہ جس طرح اسلام نے عورت کے حق میراث کا تحفظ کیا ہے کسی قدیم قانون میں وہ تحفظ نظر نہیں آتا، قدیم قوانین میں زیادہ تر عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔قانون روما میں اگرچہ بیٹیاں، بیٹوں کے ساتھ مساوی حق میراث رکھتی تھیں لیکن شادی شدہ ہونے کی صورت میں وہ محروم ہو جاتی تھیں۔بیوی تو بالکل ورثاء میں شامل نہ تھی۔

ہندو قانون میں عورت مطلقاً وراثت سے محروم تھی اگر اس کو حصہ دیا بھی جاتا ہے تو صرف سامان زندگی اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے دیا جاتا تھا۔

یہودی مذہب میں بھی عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا، بیوی اپنے شوہر اور ماں اپنی اولاد کی جائیداد میں حق وراثت نہ رکھتی تھی۔بیٹیاں بھی اپنے باپ کی وراثت میں حق دار نہ تھی بعد میں بیٹوں کی عدم موجودگی میں بیٹیوں کو حق وراثت دیا گیا اور ان پر یہ پابندی بھی عائد کر دی گئی کہ وہ اپنے قبیلہ میں شادی کریں تا کہ میراث خاندان میں ہی رہے۔

عیسائیت میں عورت کے حق وراثت کی کوئی صراحت نہیں ہے۔عربوں میں تو عورت کے حق وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ان کے ہاں تو عورت ورثاء کی شرائط پر ہی پورا نہیں اترتی تھی۔

اسلام نے عورت کے حق وراثت کا صریح اور واضح نظام دیا تاکہ اس کو وراثت سے محروم نہ کیا جاسکے اور یہ ایسے زرّیں اصول ہیں کہ کسی بھی قانون وراثت میں نہیں ملتے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) المنجدفی اللغة والاعلام،المکتبہ الشرقیۃ، بیروت،ص۸۹۵

(۲) اصفہانی،راغب،امام، المفردات فی غریب القرآن،المطبعۃ المیمینۃ،مصر،القاہرہ،۱/۸۶۳

(۳) بگوی،بشیر احمد،کلیدِ وراثت انجمن خدّام دین،شیرانوالہ دروازہ،لاہور،ص۱۳

(4) Encyclopaedia of Britnica ,William Benton Publisher Helen Hemingway Belton Publisher Chicogo/London/toronto/1974,Vol.9,pg:585

(۵) ذکاءاللہ،ذکائیہ(قانون میراث اسلامیہ،پاکستان)،اشرف پریس،لاہور۱۹۵۶،ص۴۹۹

(۶) ذکائیہ،ص۵۳۶

(7) Encyclopaedia of Britnica, V.9 pg:590

(8) Roby,Henry John,Roman Private Law in the times of Cicero and of the Antonines,Cambridge at the University Press,1902,vol.1,Pg:221

(۹) جعفرحسین، ہندوستانی سماجیات،انجمن ترقی اردو(ہند)،ص۶۷

(10) Sripati Roy,Custom and Customery Law in British India,Published By Auther 35.Wellington Street Calcatta,1911,Pg:263

(11) Joliuns Jolly,Hind Law and Custom,Kali Das Nag,For The Greater India SocietyCalcatta,Pg:181

(12) Vaidya,K.K,Principles of Hindu Law,Published By auther Bombay 1930,Pg:199

(13) Principles of Hindu Law,Pg:214

(14) Principles of Hindu Law,Pg:212

(۱۵) احمد شبلی،مقارنۃ الادیان،مکتبۃ النھضۃ المصریۃ،ص ۲۸۵

(16) Encyclopaedia Biblica,The Macmillan Company,London Macmillan and Co.,LTD1902,Vol.3, Pg:2728

(۱۷) ابوالعینین بدران،احکام الترکات والمواریث،دارالمعارف،۱۹۶۴ء،ص ۱۶

(۱۸) گنتی ۲۷:۴۔۷

(۱۹) گنتی ۲۷:۸

(۲۰) گنتی ۳۶:۶-۹

(21) Encyclopeadia of Biblica v.3 pg:2729

(22) Robinwitz,Jacob,The Codes of Mamonides,V2,New Haven Yale University Press, London,1949,Pg:263

(۲۳) احکام الترکات والمواریث،ص ۱۶

(۲۴) متی ۵ : ۱۷۔۱۸

(۲۵) اردو دائرہ معارف اسلامیہ،دانش گاہ پنجاب،لاہور،۱/ ۲۶

(۲۶) مودودی،ابوالاعلیٰ،سید،مولانا،سیرت سرور عالم،ادارہ ترجمان القرآن،لاہور،۱/ ۵۹

(۲۷) النساء،۴:۱۲

(۲۸) النساء۴:۱۱

(۲۹) النساء۴:۱۱

(۳۰) النساء۴:۱۱

(۳۱) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الفرائض، بَابُ مِیرَاثِ ابْنَةِ الِابْنِ مَعَ بِنْت، ح:۶۷۳۶

(۳۲) النساء۴:۱۷۶

(۳۳) النساء۴:۱۱

(۳۴) النساء۴:۱۲

(۳۵) ابن ماجۃ، أبوعبد اللہ، محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجه،کتاب الفرائض،باب میراث الجدّة،حدیث نمبر:۲۷۲۵،دار إحیاء الکتب العربیۃ

(۳۶) سنن الترمذی، أبواب الفرائض،باب ما جاء فی میراث الجدة، ح: ۲۱۰۱؛ سنن ابی داود، کتاب الفرائض، باب فی الجدة، ح:۲۸۹۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆